واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

ایصالِ ثواب

اور

گیارہویں شریف

صدر الشریعہ علامہ مولانا **محمد امجد علی** رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام

سید شاہ تراب الحق قادری

جمعیت اشاعت اہلسنت

مسئلہ ایصالِ ثواب

اور

گیارہویں شریف

از

فقیہ اعظم ہند صدر الشریعۃ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام:۔ سیّد شاہ تراب الحق قادری

جمعیّت اشاعت اہلسنّت
نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی نمبر۲

سلسلۂ مُفت مطبُوعات نمبر۲

نام کتاب : ایصالِ ثواب اور گیارہویں شریف

مُصنّف : صدرُ الشّریعۃ حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مُحشّی : مولانا محمّد عبدُ المبین نعمانی

باہتمام : سیّد شاہ ترابُ الحق قادری

ضخامت : ۳۶ صفحات ۲۰×۳۰/۱۶ آفسٹ

اشاعت : باراوّل ، دو ہزار

طباعت : ربیعُ الثّانی ۱۴۱۰ھ نومبر ۱۹۸۹ء

ناشر : جمعیّت اشاعت اہلسُنّت

طابع : حنفیہ پاک پبلیکیشنز کراچی
بالمقابل شہید مسجد کھارا در کراچی

قیمت : دُعائے خیر بحق مُعاونین

مُفت ملنے کا پتہ
جمعیّت اشاعت اہلسُنّت
نُور مسجد ، کاغذی بازار ، میٹھادر ، کراچی نمبر۲

برائے ایصالِ ثواب

شیخ العرب والعجم قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاالدین احمد صاحب مدنی

شیخ الحدیث حضرت علامہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

شیخ الحدیث حضرت علامہ تقدّس علی خاں صاحب قادری

پیرِ طریقت حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صاحب صدیقی

شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ صاحب الازہری

استاذ القراء قاری محمد طفیل صاحب نقشبندی

مفتی احسان الحق صاحب قادری

مفتی عبد العزیز صاحب (قطب لاہور)

رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ: از پنجاب مرسلہ جناب میاں دین محمد صاحب خوش آبی۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ۔

گیارہویں تاریخ کو حسبِ مقدور کھانا شیرینی دودھ وغیرہ پر فاتحہ دے کر اس کا ثواب حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحِ پُرفتوح کو بخشنا جسکو گیارہویں کہا جاتا ہے اس کا کرنا کیسا ہے؟ کیا اس تعیین میں کوئی قباحت ہے؟ بعض لوگ اسکو بدعت کہتے ہیں اور منع کرتے ہیں اس مسئلہ کو مدلل و مفصل بیان فرمائیں۔ اَعطَاکُمُ اللّٰہُ اَجرًا عَظِیمًا

الجواب: ایصالِ ثواب شرعاً مندوب[1] و محبوب ہے، احادیث و فقہ سے اس کا جواز ثابت ہے اور گیارہویں کی فاتحہ بھی اسی ایصالِ ثواب کی ایک فرد ہے لہٰذا یہ بھی جائز ہے کہ مطلق کے جواز ثابت ہونے کے بعد افراد کا جواز خود ہی ثابت ہے[2] جب تک افراد میں شرعاً قباحت ثابت نہ ہو نا جائز نہیں کہہ سکتے۔ اور یہاں گیارہویں کے عدمِ جواز کی کوئی دلیل نہیں، نہ قرآن میں اس کی ممانعت نہ حدیث

[1] یعنی مستحب اور پسندیدہ ہے ۱۲ نعمانی [2] یعنی جب احادیث و فقہ کی روشنی میں مُردوں کو ایصالِ ثواب عام طور سے ثابت ہو گیا ہے تو فرداً فرداً اس کی جو بھی جائز و مباح شکلیں ہوں گی وہ بھی ثابت ہوں گی۔ مثلاً ایصالِ ثواب ثابت ہے اور فاتحہ گیارہویں بھی ایصالِ ثواب ہی کی ایک شکل و فرد ہے تو یہ بھی یقیناً ثابت ۱۲ نعمانی۔

میں، نہ اسکے متعلق کوئی اجماع نہ قیاسِ مجتہد اور جب ناجائز ہونے کی کوئی شرعی دلیل نہیں تو ناجائز کہنا غلط و باطل، اور نہ ایصالِ ثواب کے ثبوت سے اس کا جواز نہ ثابت۔ ایصالِ ثواب کے متعلق چند احادیث یہ ہیں:

حدیث (۱) ابو داؤد و نسائی سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ سے راوی، انہوں نے عرض کی یَا رَسُولَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعدٍ مَاتَت فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفضَلُ قَالَ المَاءُ فَحَفَرَ بِئرًا وَقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعدٍ، یا رسول اللہ سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا تو کون صدقہ (اس کے لئے کرنا) بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا، پانی کا صدقہ کرنا (کہ وہاں اس کی کمی تھی) انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہدیا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے (یعنی اس کا ثواب سعد کی ماں کو پہنچے۔)

حدیث (۲) صحیح بخاری و مسلم میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ کہتی ہیں:

اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّی افتُلِتَت نَفسُھَا وَاَظُنُّھَا لَو تَکَلَّمَت تَصَدَّقَت فَھَل لَھَا اَجرٌ اِن تَصَدَّقتُ عَنھَا قَالَ نَعَم۔	ایک شخص نے حضور سے عرض کی میری ماں دفعۃً مرگئی اور میرا گمان ہے کہ وہ اگر کچھ بولتی تو صدقہ کرتی تو کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے ثواب پہنچے گا۔ ارشاد فرمایا ہاں۔

اس حدیث کے تحت میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "لمعات" میں فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ ثَوَابَ الصَّدَقَةِ يَصِلُ اِلَى الْمَيِّتِ وَكَذَا الْحُكْمُ الدُّعَاءِ هٰذَا هُوَ مَذْهَبُ اَهْلِ الْحَقِّ وَاخْتَلَفُوْا فِي الْعِبَادَاتِ الْبَدَنِيَّةِ كَالصَّلٰوةِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَالْمُخْتَارُ نَعَمْ قِيَاسًا عَلَى الدُّعَاءِ

اس حدیث میں اس امر پر دلیل ہے کہ میت کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اور دعا کا بھی یہی حکم ہے اور اہل حق کا یہی مذہب ہے اور عبادات بدنیہ مثلاً نماز و تلاوت قرآن میں اختلاف ہے اور مذہب مختار یہ ہے کہ دعا پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ ان کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔

حدیث (۳) ابوداؤد بروایت عمرو بن شعیب عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ[1] راوی

اَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ اَوْصٰى اَنْ يُّعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ وَاَنَّ هِشَامًا اَعْتَقَ فَاَعْتَقَ عَنْهُ ابْنُهٗ هِشَامٌ خَمْسِيْنَ رَقَبَةً فَاَرَادَ ابْنُهٗ عَمْرٌو اَنْ يُّعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِيْنَ الْبَاقِيَةَ فَقَالَ حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ اَوْصٰى اَنْ يُّعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ وَاَنَّ هِشَامًا اَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِيْنَ وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُوْنَ رَقَبَةً

عاص بن وائل نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کئے جائیں اور اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے اس کے دوسرے بیٹے عمرو نے باقی پچاس کو آزاد کرنا چاہا تو کہا پہلے میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کر لوں۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی اور ہشام نے پچاس آزاد کر دیئے اور یہ پچاس باقی ہیں کیا میں آزاد کر دوں۔ ارشاد

[1] یعنی وہ اپنے اور ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، ن

اَفَاُعْتِقُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهٗ ذٰلِكَ

فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتا تو تم اس کی طرف سے آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے اسے پہنچتا۔

لمعات میں حضرت شیخ[1] نے فرمایا

قوله لو كان مسلماً دل على ان الصدقة لا تنفع الكافر ولا تنجيه وعلى المسلم ينفعه العبادة المالية والبدنية

یعنی اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو نہ صدقہ نفع دے اور نہ اسے نجات دے اور مسلمان کو عبادت مالی اور بدنی دونوں سے نفع پہنچتا ہے۔

حدیث (۴) مَنْ قَرَاَ الْاِخْلَاصَ اَحَدَ عَشَرَ مَرَّةً ثم وهب اجرها للاموات اعطى مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ

جس نے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھکر اس کا ثواب مُردوں کو بخش تو مُردوں کی تعداد کے برابر پڑھنے والے کو ثواب ملے گا۔

اس حدیث کو درمختار باب الجنائز اور فتح القدیر باب الحج عن الغیر میں نقل کیا۔

حدیث (۵) عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا وَنَحُجُّ عَنْهُمْ وَنَدْعُوْا لَهُمْ فَهَلْ يَصِلُ ذٰلِكَ اِلَيْهِمْ قَالَ نَعَمْ اِنَّهٗ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ ہم اپنے مُردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں تو کیا انہیں یہ پہنچتا ہے؟ ارشاد فرمایا۔ بیشک وہ ان کو پہنچتا ہے اور بیشک وہ

[1] مولانا عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ ، ۱۲

لِیَصِلَ إِلَیْهِمْ وَ إِنَّهُمْ یَفْرَحُوْنَ بِهِمْ كَمَا یَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالطَّبَقِ إِذَا اُهْدِیَ إِلَیْہِ

اس سے خوش ہوتے ہیں جیسا تم میں سے کسی کے پاس طبق ہدیہ کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے۔ [1]

اس حدیث کو یہی امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں ذکر کیا ہے:

حدیث (۶) حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے سینگ والے خوبصورت کی قربانی کی اور اپنے دست مبارک سے ذبح کئے اور فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّیْ وَ عَمَّنْ لَمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ، الٰہی یہ میری طرف سے ہے اور میری امت میں اسکی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی۔ رواہ احمد و ابو داؤد و الترمذی عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حدیث (۷) حنش کہتے ہیں میں نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو مینڈھے کی قربانی کرتے دیکھا میں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْہُ۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ میں حضور کی طرف سے قربانی کروں اس لئے میں حضور کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ رواہ ابو داؤد۔

ان احادیث سے بخوبی ثابت ہے کہ زندوں کے اعمال صدقہ وغیرہ سے اموات کو نفع پہنچتا ہے اور اپنے اعمال کا ثواب پہنچائے تو پہنچتا ہے۔ اب کتب فقہ کی بعض روایات سنئے بلکہ ان سے پہلے کتب عقائد میں سے "شرح عقائد نسفی" کی یہ عبارت دیکھئے:

وَ فِیْ دُعَاءِ الْاَحْیَاءِ لِلْاَمْوَاتِ وَ صَدَقَتِهِمْ — زندے مردوں کے لئے دعا کریں اور صدقہ

[1] اس سے صاف ظاہر ہے کہ مُردوں کی طرف سے صدقہ کا رواج قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے۔ ۱۲ ف

عَنْهُمْ نَفْعٌ لَهُمْ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ — کریں تو مُردوں کو نفع پہنچتا ہے معتزلہ [1] اسکے مخالف ہیں

شرح عقائد کی عبارت سے معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کے منکر معتزلہ ہیں اہل سنت وجماعت کے نزدیک بالاتفاق بلا نکیر مردوں کو ثواب پہنچتا ہے۔ قائلین بدعت دیکھیں کہ ثواب پہنچنا پہنچانا اہل سنت کا مذہب ہے اور اس کا انکار بدعتیوں یعنی معتزلہ کا مذہب ہے۔ ہدایہ میں ہے:

الاصل فی هذا الباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة او صوما او صدقة او غیرها عند اهل السنة والجماعة لما روی عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم انه ضحی بکبشین املحین احدهما عن نفسه والآخر عن امته ممن اقر بوحدانیة الله تعالی وشهد له بالبلاغ

اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسروں کو دے سکتا ہے۔ روزہ یا نماز یا صدقہ یا کچھ اور اہل سنت کے نزدیک اسکی دلیل یہ حدیث ہے جو حضور سے مروی ہے کہ آپ نے دو خوبصورت مینڈھوں کی قربانی کی ان میں سے ایک اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کی طرف سے جنہوں نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا اور اس بات کی شہادت دی کہ حضور نے اسکو پہنچا دیا (مترجم)

فتح القدیر میں ہے خَالَفَ فِیْ جَمِیْعِ ذٰلِكَ الْمُعْتَزِلَةُ مُطْلَقًا ایصال ثواب کے منکر معتزلہ ہیں

[1] اہل سنت وجماعت کے خلاف ایک فرقہ ہے جس کا عقیدہ ہے کہ قرآن مخلوق ہے اور بھی بہت سے عقائد فاسدہ رکھتا ہے اسی فرقے نے ایصال ثواب کا بھی انکار کیا ہے آج یہ فرقہ موجود نہیں مگر اس کے بعض عقائد خارجیوں اور دیوبندیوں میں پائے جاتے ہیں۔ لعانی

بحرالرائق میں ہے:

من صام او صلی او تصدق و جعل ثوابہ لغیرہ من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابہا الیہم عند اہل السنۃ والجماعۃ

یعنی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ جس نے روزہ رکھا یا نماز پڑھی یا صدقہ کیا اور اس کا ثواب دوسرے کو (مُردوں اور زندوں) کو پہنچائے تو یہ جائز ہے اور ان کا ثواب پہنچے گا۔

فتاوٰی عالمگیری میں ہے:

الاصل فی ھذا الباب ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ کان او صوما او صدقۃ او غیرھا کالحج وقراءۃ القرآن والاذکار وزیارۃ قبور الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام والشہداء والاولیاء والصالحین و تکفین الموتی وجمیع انواع البر

اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے نماز ہو یا روزہ صدقہ ہو یا اس کے علاوہ جیسے حج اور قرآت قرآن واذکار اور زیارتِ قبورِ انبیاء و شہداء و اولیاء و صالحین و تکفینِ اموات اور ہر قسم کے نیکی کے کام۔

ایصالِ ثواب کا جواز تو دوسری چیز ہے ایصال ثواب کرنے میں بہ نسبت ایصال ثواب نہ کرنے کے ثواب زیادہ ہے۔ ایصال ثواب نہ کرے تو صرف عمل کا ثواب ملے گا اور ایصال ثواب کرنے کی صورت میں تمام مردوں کے برابر اس کو ثواب ملے۔ جیسا کہ حدیث ۲ سے مستفاد ہے۔

محیط پھر تاتارخانیہ پھر ردالمحتار میں ہے۔

الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانہا تصل الیہم ولا ینقص من اجرہ شیء۔

جو شخص صدقہ نفل کرنا چاہتا ہے اس کے لئے افضل یہ ہے کہ تمام مومنین و مومنات کی نیت کرلے کہ ان سب کو پہنچے گا اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

تو جب اپنا کچھ نقصان نہیں اور دوسروں کا فائدہ ہے تو ظاہر ہے کہ ایسا فائدہ پہنچانا ہر حال میں بہتر ہوگا، اگر ایسے فائدہ پہنچانے سے بھی گریز کرے تو یہ نہایت درجہ کے بخل کی دلیل ہے کہ اور جگہ دینے میں تو اپنے پاس سے کوئی چیز کم ہوتی ہے اور یہاں یہ بھی نہیں ——— بحرالرائق[1] میں ہے:

ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ او صوما او صدقۃ او قراءۃ قرآن او ذکرا او طوافا او حجا او عمرۃ او غیر ذلک عند اصحابنا للکتاب والسنۃ۔

خلاصہ یہ کہ ہمارے ائمہ کے نزدیک اپنے ہر قسم کے اعمال کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے اور اس کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہے۔

اس کے بعد صاحبِ بحر اس کے ثبوت میں چند آیات واحادیث ذکر کرتے ہیں پھر بدائع[2] سے نقل کرتے ہیں

من صام او صلی او تصدق وجعل

جس نے روزہ رکھا یا نماز پڑھی یا صدقہ کیا

---

[1] یعنی بحرالرائق جو فقہ کی مشہور و معتمد کتاب ہے اس کے مصنف ۱۲

[2] یعنی بدائع الصنائع مصنفہ ملک العلماء ابوبکر کاسانی (۵۸۷ھ) کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ نعمانی

ثوابہ لغیرہ من الاموات والاحیاء	اور اس کا ثواب اپنے علاوہ مُردوں اور
جاز ویصل ثوابہا الیہم عند	زندوں کو بخش دیا تو اس کا ثواب ان تک پہنچے
اھل السنۃ والجماعۃ	گا اہل سنت وجماعت کے نزدیک (مترجم)[1]

اسی طرح تبیین الحقائق[2] میں فرمایا اور مطلق ایصال ثواب سے انکار کو معتزلہ کا مذہب بتایا اور ان کی دلیل ذکر کرکے اس کے متعدد جواب ذکر کئے اور اہل سنت کے مذہب کو آیات واحادیث سے ثابت کیا، بعض احادیث وہی ہیں جو ہم نے پہلے ذکر کیں اور بعض دوسری حدیثیں بھی ذکر کی ہیں۔ مثلاً:

اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی	ایک شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کَانَ لِیْ اَبَوَانِ	سوال کیا اور کہا کہ میرے والدین تھے کہ ان کی
اَبَرُّھُمَا حَالَ حَیَاتِہِمَا فَکَیْفَ لِیْ	زندگی میں ان کے ساتھ نیکی کرتا تھا۔ اب
بِبِرِّھِمَا بَعْدَ مَوْتِہِمَا فَقَالَ لَہٗ عَلَیْہِ	ان کے مرنے کے بعد انکے ساتھ کس طرح بھلائی
الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِنَّ مِنَ الْبِرِّ	کروں۔ ارشاد فرمایا۔ نیکی کے بعد نیکی یہ ہے
بَعْدَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّیَ لَہُمَا مَعَ صَلٰوتِکَ	کہ اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھ
وَاَنْ تَصُوْمَ لَہُمَا مَعَ صِیَامِکَ	اور اپنے روزہ کے ساتھ ان کے لئے
رَوَاہُ الدَّارَ قُطْنِیُّ ۔	بھی روزہ رکھ ۔

اقول :۔ یہاں ان کے لئے نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کے یہی معنیٰ ہیں کہ نماز

[1] ترجمہ از محمد عبدالمبین نعمانی غفرلہ ۱۲

[2] معنفہ فخرالدین عثمان بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ھ ۱۲ ن

روزہ کا ایصالِ ثواب کیا جائے نہ یہ کہ ان کی طرف سے نماز پڑھنا اگرچہ عمل غیر سے اس صورت میں بھی نفع پہنچنا ثابت ہوگا۔ مگر مراد معنیٰ اول ہیں اس لئے کہ ایک حدیث میں آیا ہے لَا یُصَلِّیْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَلَا یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ ایک شخص دوسرے کی طرف سے نہ نماز پڑھ سکتا ہے نہ روزہ رکھ سکتا ہے اسی واسطے حدیث میں لَہُمَا[1] فرمایا عَنْہُمَا نہیں فرمایا۔

ایک دوسری حدیث یہ ذکر کی

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ	
قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی	
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ	جو قبرستان میں جاکر سورۂ یٰسٓ پڑھے تو
فَقَرَأَ سُوْرَۃَ یٰسٓ خُفِّفَ	اس دن مُردوں سے تخفیف ہوجاتی
عَنْہُمْ یَوْمَئِذٍ ۔	ہے ۔

اسی طرح امام ابن ہمام رحمہ اللہ تعالےٰ نے اس مسئلہ کو فتح القدیر میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا اور مذہب اہل سنت کو آیات واحادیث سے ثابت کیا۔ **بالجملہ** یہ مسئلہ بحمدہٖ تعالیٰ اس قدر واضح اور صاف ہوگیا کہ مخالفین میں جو عمل بالحدیث کے مدعی ہیں[2] اگر اپنے دعویٰ میں کچھ بھی سچے ہوں تو ایصال ثواب سے انکار نہ کریں گے۔ یہ تو میں کیسے کہوں

[1] لہما یعنی ان دونوں کے لئے، عنہما یعنی ان دونوں کی طرف سے ، نعمانی

[2] یعنی غیر مقلدین ۱۲

کہ حدیث پر عمل کریں اور ایصال ثواب کریں کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے مگر کم انکم انکار سے تو باز آئیں، یوں ہی وہ لوگ[1] جو اپنے کو حنفی کہتے ہیں اور یہ ایصال ثواب سے انکار کرتے ہیں وہ بھی اس سے باز آئیں کہ علاوہ حدیث کے کتب معتبرہ مستندہ حنفیہ کی متعدد عبارتیں پیش کر دی ہیں کہ انکار کی گنجائش باقی نہیں۔ اور غالباً انہیں مجبوریوں کو دیکھتے ہوئے یہ لوگ اپنی طرف سے کچھ باتیں اضافہ کر کے اسے بدعت و ناجائز کہتے ہیں ورنہ ان کے متقدمین تو سرے سے ایصال ثواب سے ہی انکار کرتے تھے اور دلیل وہی پیش کرتے تھے جو معتزلہ پیش کرتے تھے۔ مگر جب اہل سنت کے دلائل باہرہ کا جواب نہ ہو سکا تو عدم جواز کا دوسرا پہلو نکالا کبھی کہتے ہیں کہ کھانے پر فاتحہ پڑھنا ناجائز ہے اور کبھی یہ کہ ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھ کر دعا کرنا، کبھی یہ کہ کھانا سامنے رکھنا، کبھی یہ کہ دن کی تخصیص کرنا، غرض ایسی ہی باتیں پیش کر کے ایصال ثواب کو روکنا چاہتے ہیں۔

اقول: قرآن مجید کی قرآت وجہ ممانعت ہو جاتی یہ عجیب بات ہے جب صدقہ اور قرارت قرآن دونوں چیزوں کا ثواب پہنچ سکتا ہے جیسا کہ کُتب معتبرۂ فقہ سے ثابت ہے، عبارات پہلے گذر چکیں، تو اگر یہ دونوں کام ایک وقت میں کئے جائیں تو ناجوازی کی کیا وجہ ہے

[1] یعنی دیوبندی مذہب کے ماننے والے، نعمانی۔

کیا اس وقت قرآن پڑھنا ناجائز ہے یا تصدّق ناجائز ہے اور جب دونوں جائز تو ایک ساتھ بھی جائز، یوں ہی ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی سببِ ممانعت نہیں ہو سکتا کہ یہ امر فی نفسہٖ ثابت ہے، حدیث میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا آیا ہے اور علماء نے اسے آدابِ دعا سے قرار دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ	جب خدا سے سوال کرو تو ہتھیلیوں کے
بِبُطُوْنِ أَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْئَلُوْهُ	پیٹ اوپر کر کے سوال کرو، پشتِ دست
بِظُهُوْرِهَا	کو اوپر کر کے سوال نہ کرو۔

رواہ ابوداؤد عن مالک بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1] اور دوسری روایت ابوداؤد کی ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے:

سَلُوا اللّٰهَ بِبُطُوْنِ أَكُفِّكُمْ	اللہ سے سوال کرو ہتھیلیوں کے پیٹ
لَا تَسْئَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا فَإِذَا فَرَغْتُمْ	سے اور نہ سوال کرو ان کی پشت سے پھر
فَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ	جب فارغ ہو تو ان سے اپنے چہرے کو مل لو (مترجم)

ترمذی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى	دعا میں جب رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي	علیہ وسلم ہاتھ اٹھاتے تو جب تک
الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ	منہ پر پھیر نہ لیتے نیچے نہ کرتے۔

[1] اس حدیث کو ابوداؤد نے مالک بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ن

بِهِمَا وَجْهَهُ ۔

ترمذی وابوداود وبیہقی کی روایت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا ۔ — بیشک تمہارا رب حیا وکرم والا ہے جب کوئی بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے توخالی واپس کرنے سے حیا فرماتا ہے۔

بیہقی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ ۔ — رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم دعا میں اتنا ہاتھ اٹھاتے (یعنی احیانًا[۱]) کہ بغل مبارک کی سپیدی دکھائی دیتی۔

اور سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

كَانَ يَجْعَلُ إِصْبَعَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ يَدْعُو ۔ — دعا کے وقت حضور دو انگلیوں کو شانوں کے مقابل کرلیتے۔

اور سائب بن یزید سے راوی وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ ۔ — نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم دعا کے وقت ہاتھ اٹھاتے تو دونوں ہاتھ چہرہ مبارک پر پھیر لیتے۔

---

[۱] کبھی کبھی ۱۲ ن

ابوداود نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، وہ فرماتے ہیں:

اَلْمَسْأَلَةُ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ أَوْ نَحْوَهُمَا ۔ — سوال کہتے اس کو ہیں کہ ہاتھوں کو مونڈھے کے مقابل یا ان کے قریب اٹھائے۔

پس جب کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا حضور کا فعل ہے اور اس طرح دعا کرنے میں امیدِ اجابت ہے کہ اللہ تعالٰی اس طرح دعا کرنے والے کو خالی ہاتھ پھیرنے سے حیا فرماتا ہے تو ایصالِ ثواب کے وقت جو دعا کی جائے گی اسے بھی ہاتھ اٹھا کر کریں اور یہ کہیں کہ الٰہی اس کا ثواب فلاں و فلاں اور جمیع مومنین و مومنات کو پہنچا دے مگر جو ایصال ثواب نہیں کرنا چاہتے وہ شاید اس وجہ سے ہاتھ اٹھانے کو منع کرتے ہوں گے کہ کہیں دعا قبول نہ ہو جائے اور ثواب پہنچ جائے کہ انہیں یہ کب منظور ہے ایسا ہوتا تو ایک پیچ سے اسے ناجائز کیوں کہتے۔ یونہی کھانا سامنے رکھنا ممانعت کی وجہ نہیں ہوسکتا کہ اگر یہ کوئی ناجائز امر ہوتا تو کھانے کے وقت سامنے کیوں رکھا جاتا مگر یہ تو وہ کہہ سکتا ہے کہ دہنے بائیں یا پیچھے رکھ کر ایصال ثواب کرتا ہو۔ اور جو مطلقًا ایصالِ ثواب کرتا ہی نہ ہو تو اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے کہ ایصال ثواب سے روکنے کا یہ ایک حیلہ ہے اور بلا دلیلِ شرعی ایسی مہمل باتیں قابل سماعت نہیں، شاید یہ کہا جائے کہ کھانا آگے رکھنا اور اس پر کچھ پڑھنا یہ مجموعہ ناجائز ہے اور ایصالِ ثواب

جائز ہے۔ یہ قول ہی صحیح نہیں کہ کھانا سامنے رکھ کر اس پر پڑھنا حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ بخاری و مسلم و دیگر محدثین حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث طویل روایت کرتے ہیں جس کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس مع ایک گروہ صحابہ کے جب پہنچے تو فرمایا:

هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ ثُمَّ لِعَشَرَةٍ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ أَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا۔

ام سُلیم جو تمہارے پاس ہو لاؤ انہوں نے وہی روٹی دی جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ حضور کی خدمت میں بھیجی تھی، حضور کی خدمت میں پیش کر دی حضور کے ارشاد سے وہ روٹی توڑی گئی، ام سُلیم نے کپا اس پر نچوڑ دیا جس میں کچھ روغن تھا، گویا سالن ہو گیا پھر رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو خدا نے چاہا اس پر پڑھا پھر فرمایا کہ دس شخص کو کھانے کی اجازت دو، ان کو اجازت دی وہ کھا کر آسودہ ہو گئے پھر فرمایا اور دس شخص کو اجازت دو پھر دس کو اجازت دو غرض سب لوگ کھا کر آسودہ ہو گئے اور کل آدمی ستر یا اسی تھے

دوسری حدیث انہیں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیحین[1] وغیرہما میں مروی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھجور اور گھی اور پنیر کا ملیدہ بنا کر ایک طشت میں رکھ کر حضرت انس کو دیا کہ اسے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ اور عرض کرو کہ میری ماں نے یہ بھیجا ہے اور سلام عرض کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ تھوڑی سی چیز میری طرف سے حضور کی خدمت میں حاضر ہے انہوں نے جا کر عرض کر دیا۔ ارشاد فرمایا اسے رکھ دو، پھر فرمایا:

اِذْهَبْ فَادْعُ لِيْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا رِجَالًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِيْ مَنْ لَقِيْتَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰى وَمَنْ لَقِيْتُ فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهٖ قِيْلَ لِأَنَسٍ عَدَدُكُمْ كَانُوْا قَالَ زُهَاءَ ثَلٰثِ مِائَةٍ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوْ عَشَرَةً عَشَرَةً يَأْكُلُوْنَ

انس جاؤ فلاں اور فلاں اور فلاں چند شخصوں کے نام لے کر فرمایا انہیں بلاؤ اور جو تمہیں ملے اسے بلا لاؤ۔ جن کو نام زد فرمایا تھا انہیں اور جو ملا اسے سب کو میں نے دعوت دے دی۔ جب میں واپس ہوا تو دیکھتا ہوں گھر آدمیوں سے بھرا ہوا ہے۔ حضرت انس سے پوچھا گیا کتنے آدمی ہوں گے کہا کر قریب تین سو کے۔ میں نے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس ملیدہ پر ہاتھ رکھا اور جو خدا نے چاہا پڑھا، پھر دس دس شخصوں کو کھانے

[1] یعنی صحیح بخاری و صحیح مسلم اور ان دونوں کے علاوہ حدیث کی کتابوں میں ۔ ۱۲ ن

مِنْهُ وَيَقُوْلُ لَهُمْ اُذْكُرِ اللّٰهَ وَلْيَاكُلْ رَجُلٌ مِّمَّا يَلِيْهِ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتّٰى اَكَلُوْا كُلُّهُمْ قَالَ لِيْ يَا اَنَسُ اِرْفَعْ فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِيْ حِيْنَ وَضَعْتُ كَانَ اَكْثَرَ اَمْ حِيْنَ رَفَعْتُ ۔

کے لئے بلایا اور فرمایا اللہ کا نام لو اور اپنے قریب سے کھاؤ، سب کھا کر آسودہ ہو گئے پھر ایک گروہ نکلا اور دوسرا داخل ہوا یہاں تک کہ سب نے کھا لیا، حضور نے فرمایا کھانا اٹھاؤ میں نے اٹھایا، میں نہیں جانتا کہ جب میں نے رکھا تھا اس وقت زیادہ تھا یا جب میں نے اٹھایا اس وقت زیادہ تھا۔

صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے:

قال لما كان يوم غزوة تبوك اصاب الناس مجاعة فقال عمر يا رسول الله ادعهم بفضل ازوادهم ثم ادع الله لهم عليها بالبركة فقال نعم فدعا بِنِطْعٍ فَبَسَطَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْئُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَيَجِيْئُ الْآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَيَجِيْئُ الْآخَرُ بكسرة حتى اجتمع على النطع شيئٌ يَسِيْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

غزوۂ تبوک کے دن لوگوں کو بھوک لگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگوں کے پاس جو کچھ بچا ہوا توشہ ہو اسے منگا لیجئے پھر اس پر اللہ سے برکت کی دعا کیجئے حضور نے فرمایا ہاں، ایک چمڑے کا دسترخوان طلب فرما کر بچھا دیا اور بقیہ توشہ طلب فرمایا تو کوئی ایک مٹھی جوار لاتا ہے اور کوئی ایک مٹھی کھجور لاتا ہے اور کوئی روٹی کا ٹکڑا لاتا ہے غرض دسترخوان پر تھوڑی سی چیز جمع ہو گئی اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ فَاَخَذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَاُوْهُ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ مِنَ الْجَنَّةِ ۔

تعالےٰ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی پھر فرمایا اپنے برتنوں میں تم لوگ لے لو، لوگوں نے اپنے برتنوں میں لے لیا، یہاں تک کہ لشکر میں کوئی برتن باقی نہ رہا جسے بھر نہ لیا ہو، لوگوں نے آسودہ ہو کر کھایا اور کچھ بچ بھی رہا پھر رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، ان دونوں باتوں پر یقین کرتا ہوا جو بندہ خدا سے ملے گا وہ جنت سے روکا نہیں جائے گا۔

تخصیص کو وجہِ ممانعت قرار دینے کے معنیٰ اگر یہ ہیں کہ نفسِ ایصال[1] مُعَرًّا عَنِ الخصوصیات تو جائز ہے، اور خصوصیت نے ناجائز کر دیا، یہ کلام بے معنی ہے، اس لئے کہ شے مِنْ حَیْثُ ھُوَ[2] مُعَرّٰی عَنِ الْخُصُوْصِیَاتِ صرف ایک ذہنی مرتبہ ہے وہ خارج میں پائی نہیں جا سکتی، کہ جو چیز خارج میں موجود ہو گی وہ ضرور مختص[3] ہو کر موجود ہو گی، تو جب وہ متحقق ہی نہیں

[1] یعنی صرف ایصال ثواب جو کسی خاص وقت سے خالی ہو ۱۲ [2] یعنی کوئی شے اس حیثیت سے کہ وہ ہر طرح کی خصوصیت سے خالی ہو یہ محض ایک ذہنی مقصد ہے جب خارج میں اس کا وجود نمایاں ہو گا تو ضرور کسی خصوصیت سے مختص ہو گا ۱۲ [3] یعنی خاص ہو کر ۱۲

تو وہ نہ ناجائز ہے نہ جائز، کہ یہ دونوں فعلِ مکلّف کے صفات ہیں اور افعال مکلفین مُعرّیٰ عَنِ الخُصُوصیّات متحقق نہیں، لہٰذا خصوصیت کو ناجائز کہنے کے معنی یہی ہیں کہ ایصالِ ثواب کو ہی ناجائز کہا جاتا ہے، اور اس کے منع کرنے کا یہ ایک حیلہ ہے اور جب ہم ایصالِ ثواب کو احادیث و کتب فقہ سے جائز ثابت کر چکے اور وہ ضرور کسی وقتِ خاص میں اور کسی مکانِ خاص میں کسی ہیأۃ خاصہ کے ساتھ ہوگا، تو جب تک ان میں کوئی خصوصیت شرعًا ممنوع نہ قرار پائے تمام خصوصیات کے ساتھ ایصالِ ثواب جائز ہی رہے گا اور ناجائز کہنے والے پر خصوصیت کی ممانعت ثابت کرنی ہوگی۔

اور اگر خصوصیت کو ممنوع کہنے کے یہ معنی ہیں کہ گیارہویں وغیرہ کی فاتحہ دلانے والے اسے گیارہویں ہی تاریخ کو جائز کہتے ہیں اور دیگر اوقات میں ناجائز جانتے ہیں اور جب مطلق ایصالِ ثواب جائز ہے تو اسے ایک تاریخ میں جائز کہنا اور دوسری تاریخوں میں ناجائز کہنا خلاف شرع ہے کہ اطلاق شرعی کو اپنی رائے سے مقید کرنا ہے، اور یہ ناجائز ہے، تو ہم بھی کہتے ہیں کہ ایسی خصوصیت ضرور ممنوع ہے اور ہرگز مسلمانوں کے ایصال ثواب کے متعلق ایسے خیالات نہیں ہیں، عام طور پر جہاں تک تجربہ سے ثابت ہے وہ یہی ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلانیوالے اس قسم کی خصوصیت کے قائل نہیں وہ لوگ دوسری تاریخوں میں بھی فاتحہ دلاتے[1]

[1] چنانچہ ماہ ربیع الآخر میں ۱۱ تاریخ کے علاوہ پورے ماہ میں غوث پاک کی فاتحہ ہوتی ہے۔ ۱۲

ہیں۔ خواہ مخواہ ایک مسلمان کے ساتھ بدظنی کب روا ہے، ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم تو گیارہویں کی فاتحہ اس کو کہتے ہیں جو گیارہویں کے دن ہوتی ہے اور دوسرے دن جو فاتحہ ہوگی وہ گیارہویں کی نہیں ہے مگر اس ناجائز کہنے والے نے اتنا بھی نہ سمجھا۔

اوّلاً : یہ کہ فاتحہ کی خصوصیت بمعنی مذکور کہاں ہے یہ تو نام کی خصوصیت ہے کہ جو فاتحہ گیارہویں تاریخ کو ہوتی ہے اسی کو گیارہویں کہتے ہیں اور یہ بیشک صحیح ہے کیونکہ جو فاتحہ دوسری تاریخوں میں دلائی جائے وہ گیارہویں کی نیاز کیوں کر کہی جا سکتی ہے، ہاں اگر دیگر ایام کو بھی گیارہویں تاریخ کہتے تو اس کی فاتحہ کو بھی گیارہویں کی فاتحہ کہتے وَاِذْ لَیْسَ فَلَیْسَ[1]

ثانیاً : اگر یہ اعتراض درست ہو تو اس فاتحہ کے جواز میں کلام نہ ہوا تسمیہ میں کلام ہوا جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ فاتحہ جائز ہے اور نام صحیح نہیں تو اب بھی ہمارا مدعا ثابت ہوگیا کہ خاص گیارہویں تاریخ میں فاتحہ دلانا جائز ہے جب کہ دوسرے دنوں میں بھی ایصال ثواب کو جائز جانتا ہو یہ جواب برنبائے تنزّل[2] ہے اور نام کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

ثالثاً : بہت سے عوام، حضور غوثِ اعظم کے نام پر جو فاتحہ دلائی جاتی ہے اس کو مطلقًا گیارہویں کی فاتحہ کہتے ہیں، گیارہویں کی فاتحہ کہنے سے ان کا

[1] اور جب یہ نہیں تو وہ نہیں ۱۲ [2] یعنی نام رکھنے میں ۱۲ [3] یعنی نیچے اتر کر، کہ اگر مخالف کی یہ بات مان لی جائے کہ عدم جواز کی وجہ یہی ہے ورنہ حقیقت اس کے برعکس ہے ۱۲

مطلب صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ یہ فاتحہ پیرانِ پیر کی ہے، یہ نہیں کہ خاص گیارہویں ہی تاریخ میں یہ دلائی جائے گی، یہاں تک کہ دوسری تاریخوں میں بھی جب حضور کے نام کی فاتحہ دلاتے ہیں تو اس کو بھی گیارہویں کی فاتحہ اور گیارہویں کی نیاز بولتے ہیں،

معلوم ہوا کہ کوئی بھی تخصیصِ[1] ممنوع کے قائل نہیں اور یہ مانعین[2] کا افترا اور بہتان ہے کہ مسلمان اس میں تخصیص کے قائل ہیں حقیقۃ الامر یہ ہے کہ اس قسم کی جتنی تخصیصات ہیں عرفی تخصیصات ہیں، کوئی اسے شرعی تخصیصات بمعنی مذکور نہیں جانتا، لوگوں نے اپنے مصالح اور آسانی کے لحاظ سے ایسی خصوصیات مقرر کر رکھی ہیں، اور اس خصوصیت کے بغیر میں بھی جائز جانتے ہیں اور ایسی خصوصیت میں کوئی قباحت نہیں اور اس میں شک نہیں کہ بایں معنی وقت مقرر کرنے میں جو آسانی ہے وہ مُبہَم نہیں کہ وقت کی پابندی میں جس طرح کام انجام پاجاتا ہے وہ مبہم رکھنے میں نہیں ہوتا کہ مُبہم میں یہ ہوتا ہے کہ آج کریں گے کل کریں گے یوں ہی زمانہ گزر جاتا ہے اور کام انجام نہیں پاتا اور معین کرنے میں ہو جایا کرتا ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور تمام منتظم کام اس طرح بخوبی انجام پاتے ہیں، اس کو تخصیص شرعی قرار دینا خوش فہمی ہے اور اس تخصیص کے جواز میں اصلاً شک نہیں، عام طور پر ہندستان

[1] یعنی ایسا خاص کرنا جو منع ہے ۱۲ [2] روکنے والے ۱۲

کی مساجد میں اوقاتِ نماز گھڑیوں سے مقرر ہوتے ہیں کہ اتنے بج کر اتنے منٹ میں فلاں نماز ہوگی، تو کیا اس طرح جماعت کرنا ممنوع ہے اس میں بھی فائدہ ہے کہ تمام وہ لوگ جو جماعت کے پابند ہیں وقت پر آجائیں گے اور اگر ایسے اوقات نہ مقرر ہوں تو کبھی جماعت ملے گی کبھی نہیں اور اول وقت سے ہر نماز کے لئے آکر جماعت کا انتظار کرنا پڑے گا اور ظاہر ہے کہ پابندی نہ ہو تو بعض مرتبہ گھنٹوں بیٹھنا پڑے گا۔ اور کاروباری آدمی اتنا وقت نہیں خرچ کرسکتا، پھر جماعت ملنے کا کیا اطمینان ہو، یوں ہی مدارس میں اوقاتِ درس، اوقاتِ امتحان، ایام تعلیم وایام تعطیل وغیرہ تمام انتظامی امور منضبط کئے جاتے ہیں، تو کیا ان خصوصیات سے مدرسہ ناجائز اور ان میں پڑھنا بدعت ہے؟

گیارہویں کے ناجائز کہنے والوں کو چاہئے کہ اپنے یہاں سے مدارس اٹھا دیں اور کہیں کہ نفسِ تعلیم تو جائز ہے اور تخصیصات کہ فلاں وقت سے فلاں وقت تک مدرسہ ہوگا اور فلاں جماعت میں فلاں فلاں کتابیں ہوں گی یہ سب بدعت ہیں۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ کل تخصیصات موجود نہ تھیں لہٰذا یہ مدرسہ بدعت اور اس میں تعلیم ناجائز، بلکہ تعلیم وہ جائز ہے کہ وقت بھی معیّن نہ ہو اور کتاب بھی معین نہ ہو اور کسی قاعدہ وضابطہ کے تحت میں نہ ہو۔ کبھی پڑھنے والا صبح کو آجائے اور کبھی دوپہر کو اور کبھی شام اور کبھی

رات کو اور کسی روز صرف کی کتاب اور کسی روز نحو کی کتاب اور کسی روز منطق کی اور کسی روز فقہ کی، اصولِ حدیث کی، تفسیر کی، اور یہ سب بھی کسی سلسلہ اور ترتیب کے ساتھ نہ ہوں ورنہ پھر تخصیص پیدا ہو کر تعلیم ناجائز ہو جائے گی، اسی طرح اپنے دیگر امورِ خانہ داری اور کام و ملاقات و سیر و تفریح۔ اور کھانے سونے وغیرہ کسی کے لئے وقت مقرر کرنا جائز نہ ہوگا۔ ان کا جواز شرع سے مطلق ہے اور تخصیص بدعت ہے، یہ بدعت بدعت پکارنے والے سب سے پہلے اپنے تمام کاموں سے تخصیصات اٹھا لیں، اس کے بعد گیارہویں کو منع کریں، اپنے لباس و وضع قطع میں اور ہر امر میں خصوصیت کو روا رکھتے ہیں مگر ایصال ثواب میں خصوصیت آئی اور بدعت کا حکم لگا۔ اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ ایصالِ ثواب ہی کو منع کرنا چاہتے ہیں۔ یوں ہی ان لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ بدعت کسے کہتے ہیں اور بدعت کی کتنی قسمیں ہیں اور یہ کون سی بدعت ہے، بدعت کی پانچ قسمیں ہیں اور وہ کبھی واجب بھی ہوتی ہے۔ ردّالمحتار میں ہے:

قَوْلُہٗ اَیْ صَاحِبُ بِدْعَۃٍ یعنی یہاں بدعت سے مراد بدعتِ محرمہ

اَیْ مُحَرَّمَۃٍ وَاِلَّا فَقَدْ تَکُوْنُ وَاجِبَۃً کَنَصْبِ الْاَدِلَّۃِ لِلرَّدِّ عَلَی الْفِرَقِ الضَّالَّۃِ وَتَعَلُّمِ النَّحْوِ لِفَہْمِ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَمَنْدُوْبَۃً کَاِحْدَاثِ نَحْوِ رِبَاطٍ وَمَدْرَسَۃٍ وَکُلِّ اِحْسَانٍ لَمْ یَکُنْ فِی الصَّدْرِ الْاَوَّلِ وَمَکْرُوْھَۃً کَزَخْرَفَۃِ الْمَسَاجِدِ وَمُبَاحَۃً کَالتَّوَسُّعِ بِلَذِیْذِ الْمَاٰکِلِ وَالْمَشَارِبِ وَالثِّیَابِ کَمَا فِیْ شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ لِلْمُنَاوِیْ عَنْ تَھْذِیْبِ النَّوَوِیْ وَمِثْلُہٗ فِی الطَّرِیْقَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ لِلْبِرْکِلِیْ۔

ہے ورنہ کبھی بدعت واجب ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرقِ ضالّہ[1] کے رد کے لئے دلیل قائم کرنا، اور اس قدر نحو پڑھنا جس سے قرآن و حدیث سمجھ سکیں اور کبھی بدعت مندوبہ[2] ہوتی ہے۔ جیسے مسافرخانہ اور مدرسہ بنانا اور ہر نیا کام جو صدرِ اول[3] میں نہ تھا اور کبھی مکروہ ہوتی ہے جیسے مسجدوں کو مزخرف[4] کرنا اور کبھی مباح ہوتی ہے جیسے لذیذ کھانے اور پینے اور لباس میں فراخی[5] کرنا۔ ایسے ہی مناوی کی شرح جامع صغیر میں ہے انہوں نے امام نووی کی تہذیب سے نقل کیا اور ایسے ہی برکلی کی طریقہ محمدیہ میں ہے۔

---

۱ گمراہ فرقوں ۲ مستحب ۳ پہلے زمانے میں یعنی عہدِ رسالت و عہدِ صحابہ و تابعین میں ۴ نقش و نگار سے مزین کرنا ۵ کشادگی۔

لہٰذا اگر بدعت سے مطلق بدعت مراد ہے جو اقسام[1] خمسہ کو شامل ہے تو ہمیں مُضر نہیں کہ اس کی ایک قسم مندوب بھی ہے اور ایصال ثواب کو ہم مندوب ہی کہتے ہیں اور اگر مراد بدعت مذمومہ[2] ہے تو اوّلاً یہ نیک کام ہے کہ مردوں کو ثواب پہنچانا اچھی بات ہے اور ردالمحتار کی عبارت گزر چکی کہ یہ مندوب لہٰذا مذمومہ کہنا غلطی ہے۔

ثانیًا: بدعت مذمومہ وہ ہے جو مزاحم[3] سنت ہو اس نے کون سی سنت کی مزاحمت کی جب کہ ایصال ثواب احادیث سے ثابت ہے۔ اور خصوصیت عرفی ہے کہ گیارہ تاریخ کے علاوہ بھی حضور غوث پاک کی فاتحہ جائز سمجھی جاتی ہے اس میں کون سے حکم شرع کا ابطال[4] ہوا، جس کی وجہ سے بدعت مذمومہ ہوئی بلکہ ایسی بعض تخصیصات قرنِ اوّل[5] میں بھی پائی جاتی تھیں مثلاً صحیح بخاری و مسلم شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ — نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر

[1] پانچوں قسموں کو ۱۲ [2] بری ۱۲ [3] مخالف سنت ۱۲ [4] باطل کرنا ۱۲

[5] عہد رسالت و صحابہ و تابعین ۱۲

وَسَلَّمَ يَاْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔ — ہفتہ کے دن مسجد قبا کو تشریف لے جاتے کبھی سوار کبھی پیدل اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے۔

ہفتہ ہی کے دن جانا یہ تخصیص ہے مگر اس کے معنی یہ نہیں کہ دوسرے دن جانا ناجائز ہے۔ اسی طرح حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہر سال پر شہدائے احد کے مزارات پر جاتے اور حضور کے بعد خلفائے راشدین بھی جاتے ان امور کا لحاظ کرتے ہوئے گیارہویں تاریخ کو فاتحہ دلانے میں اصلاً کوئی حرج نہیں اور جو تخصیص ممنوع ہے وہ یہاں متحقق نہیں لہٰذا ناجائز بتانا صحیح نہیں البتہ تخصیص ممنوع کے مرتکب یہ منع کرنے والے خود ہیں اور تخصیص کا الزام فاتحہ دلانے والوں کے سر ڈالتے ہیں اگرچہ بظاہر یہ بعید معلوم ہوتا ہے کہ وہ مُخَصِّص[1] کیوں کر ہوئے — سنیے! تخصیص ممنوع یہ ہے کہ شرع میں حکم مطلق ہو کسی کے ساتھ مقید نہ ہو اسے کسی خاص دن میں جائز کہنا دوسرے دن میں ناجائز کہنا۔ اور جب یہ مانعین کہتے ہیں کہ گیارہویں

[1] خاص کرنے والے ۱۲ محمد عبدالمبین نعمانی غفرلہٗ۔

تاریخ کو ایصالِ ثواب ناجائز ہے تو مطلب یہ ہوا کہ ایصالِ ثواب مطلق کو جو ہر روز جائز تھا انہوں نے کبھی جائز کہا اور کبھی ناجائز اور یہی تخصیص ممنوع ہے

واللہ تعالیٰ اعلم

{فتاوی امجدیہ جلد اول ص۳۴۵ تا ص۳۵۷ مطبوعہ دائرۃ المعارف الامجدیہ، گھوسی اعظم گڑھ ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء}

مسئلہ: مرسلہ سلیمان شکرانی برادرس مقام ملبی نیاسالینڈ برٹش سنٹرل افریقہ۔

یہاں پر ہر ماہ مسلمانوں کی گیارہویں شریف پر بطور نذر کھانا پکتا ہے اور نیاز کا ہر دکان پر مقرر چندہ تسلیم کیا گیا ہے اور کھانے میں تمام اہل تجارت ہندی مسلم جمع ہوتے ہیں اگر اس کھانے کو موقوف کر کے دوسرے ضروری اسلامی کاموں میں لاسکتے ہیں، اس ملک کے اصلی افریقی جو تعلیم سے بالکل ناواقف ہیں اور اس ملک کے عیسائی بڑے زور و شور سے اپنے مذہب کی تبلیغ واشاعت کرتے ہیں۔۔ اسلام بھی اپنی خوبیوں کی وجہ سے آہستہ آہستہ پھیلتا رہا ہے لیکن ان ہمارے غریب مسلم افریقیوں کے مذہبی تعلیم کا کوئی ذریعہ نہیں اب ان لوگوں کی تعلیم و

تربیت واشاعت اسلام کے لئے ایک مدرسہ کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی ہے، ایسی صورت میں اس رقم کو مذکورہ کار خیر کے لئے صرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔

زید نے غوث پاک کی نیاز مانی اور کھانا کھلانے کی نیت بھی ہو تو کیا زید بغیر کھانا پکائے قیمتِ نیاز ادا کر سکتا ہے اور اس کا استعمال تعلیم واشاعت میں ہو سکتا ہے؟

الجواب: گیارہویں شریف کی نیاز ایصالِ ثواب کے لئے ہے کہ شیرینی یا کھانے پر سورۂ فاتحہ وقل اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر سب کا ثواب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور نذر کرتے ہیں۔ اور یہ نذر کچھ کھانے اور شیرینی کے ساتھ خاص نہیں کہ اس کے سوا ہو نہ سکے بلکہ وہ رقم اگر کسی دوسرے کار خیر میں صرف کی جائے اور اس کا ثواب نذر کیا جائے تو یہ بھی جائز ہے کہ مذہب اہل سنت میں ہر عمل خیر کا ثواب اَحیاء و اَموات کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے اپنے ثواب میں کچھ کمی نہیں آتی، بلکہ اور زیادتی ہوتی ہے ـــ اور جب کہ مدرسہ کی ضرورت ہے اور اس کے لئے سرمایہ فراہم نہیں ہو سکتا تو رقم مدرسہ میں صرف کی جائے اور اس کو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور نذر کریں، یونہی فقراء کے علاج یا

مسلمان میت لاوارث کی تجہیز و تکفین میں صرف کرسکتے ہیں۔ یا تبلیغ و اشاعت اسلام میں اس رقم سے امداد کرسکتے ہیں۔ اور جب یہ کام حضور (غوث پاک) کے ایصال ثواب کے لئے کیا تو گیارہویں کا مقصد حاصل ہوگیا اور دیتے وقت درود شریف و فاتحہ و قل وغیرہ پڑھ کر حسب دستور ایصال ثواب کر لیں تو زیادہ بہتر۔ اور اس رقم سے جو کار خیر کیا جائے اسے حضور کی طرف منسوب کر دیا جائے مثلاً مدرسہ قادریہ، یا نذر قادری کہ لوگوں کو معلوم بھی ہو کہ یہ شئے حضور (غوث پاک) کے ایصال ثواب کے لئے ہے اور علاوہ اس رقم کثیر کے جو اس نام سے جمع ہوتی ہے اگر حسب استطاعت دو چار آنے یا کم و بیش کی شیرینی وغیرہ بھی حسب دستور فاتحہ ہو جایا کرے یہ نہایت انسب کہ اس میں وہابیت کی بیخ کنی بھی ہے اور عوام یہ نہ سمجھیں کہ گیارہویں بند ہوگئی۔ اور بڑی رقم امور مذکورہ بالا میں صرف ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی امجدیہ ج اول ص۳۲۴)

ہماری نماز

(ماخوذ از ہفت روزہ "احوال" کراچی ۲ نومبر ۱۹۸۹ء تحریر: اقبال احمد قادری ازہری)

آہ عبدالمصطفیٰ الازہری

ایک بلند پایہ دینی و سیاسی شخصیت

فیضِ اسلاف کے مظہر علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری بن صدرالشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی بن حضرت علامہ جمال الدین ابنِ خدابخش رحمۃ اللہ علیہم ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۸ء میں بریلی شریف ہندوستان میں تولد ہوئے۔ آپ کے والدِ ماجد امام احمد رضا بریلوی کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوئے اور علامہ ازہری کے تاریخی نام کے بارے میں عرض کی تو حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا "تاریخی نام کی ضرورت نہیں، میں اس بچے کو اپنا محبوب نام 'عبدالمصطفیٰ' عطا کرتا ہوں"۔

حضرت علامہ ازہری علیہ الرحمۃ کے والدِ ماجد صدرالشریعہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) اپنے وقت کے بہت بڑے فقیہہ تھے۔ آپ کے علم و فضل کا منہ بولتا ثبوت فقہ کی جامع اردو کتاب "بہار شریعت" آج بھی ہر جگہ دستیاب ہے جو کہ تقریباً ۲۰ حصوں پر مشتمل ہے۔

آپ نے قرآنِ مجید دارالعلوم "منظرِ اسلام" میں حضرت مولانا احسان علی مظفر پوری علیہ الرحمۃ سے پڑھا۔ آپ نے اپنے آبائی وطن قصبہ گھوسی (اعظم گڑھ) میں محلہ کریم الدین کے مکتب میں اردو سیکھی۔

۱۹۲۶ء میں والدِ ماجد نے آپ کو "جامعہ عثمانیہ" اجمیر شریف بلالیا جہاں

آپ نے فارسی کتب مولانا عارف بدایُونی سے پڑھیں۔ ابتدائی تعلیم علومِ عربیہ اسی مدرسہ میں مولانا حکیم عبدالمجید، مفتی امتیاز احمد اور مولانا عبدالحئی سواتی رحمۃ اللہ علیہم سے حاصل کیئے اور اکثر علوم وفنون ابتدا سے انتہا تک اپنے والدِ ماجد صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ سے پڑھے۔

علومِ دینیہ کی تکمیل کے بعد آپ کے والدِ ماجد حضرت صدر الشریعہ نے آپ کو اعلیٰ تعلیم کے لیئے "جامعہ ازہر" قاہرہ (مصر) بھیج دیا۔ آپ نے سب سے پہلے حج ادا فرمایا۔ پھر زیارتِ روضہ رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل کیا۔ روضۂ اقدس سے علم وعرفان کی لازوال دولت لُوٹ کر، "جامعہ ازہر" تشریف لے گئے۔ اور تین برس "جامعہ ازہر" میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے جامعہ کی طرف سے دو سندیں حاصل کیں۔

۱۔ شہادۃ الاہلیّۃ

۲۔ شہادۃ العالمیّۃ

"جامعہ ازہر" سے فارغ ہونے کے بعد آپ ہندوستان تشریف لائے۔ اور اپنے والدِ ماجد سے دوبارہ دورۂ حدیث فرمایا۔ اور پھر انہی کی نگرانی میں ہی "دادوں" میں ہی تدریس شروع فرمائی۔ یہاں کچھ عرصہ درس وتدریس فرمانے کے بعد آپ ۱۹۳۹ء میں بریلی شریف تشریف لائے تو "دارالعلوم منظرِ اسلام" میں مسندِ تدریس پر فائز ہُوئے۔

علامہ عبدالمصطفٰے الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ قادریہ میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرّہٗ العزیز کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا (آپ کے والدِ ماجد نے بچپن ہی میں آپ کو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے حلقۂ مریدین میں

شامل کرالیا تھا) اور انہی کے شہزادے حضور مفتی اعظم ہند شاہ مصطفٰے رضا خان قدس سرّہٗ کی طرف سے سلسلۂ قادریہ میں خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔

تقریباً ۵½ برس دارالعلوم منظرِ اسلام میں درس وتدریس فرمانے کے بعد ۱۹۴۴ء میں "دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم" مبارک پور (اعظم گڑھ) تشریف لے آئے جہاں آپ صدرِ مدرس وشیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے اور پھر قیامِ پاکستان تک اسی سے منسلک رہے۔

۱۹۴۸ء میں علامہ ازہری علیہ الرحمۃ نے پاکستان ہجرت فرمائی تو ضلع جھنگ میں "جامع محمدی شریف" میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں جامع مسجد ہارون آباد (بہاولنگر) میں خطابت کے فرائضِ منصبی انجام دینے شروع فرمائے اور ایک عظیم دارالعلوم "منظرِ اسلام" کی بنیاد رکھی اور اس کے لیئے نہایت عالیشان عمارت تعمیر کرائی۔ ۱۹۵۸ء میں آپ کراچی تشریف لائے۔ جہاں اہلِ سنّت کی مرکزی دینی درس گاہ "دارالعلوم جامعہ امجدیہ" کے شیخ الحدیث کی حیثیت سے حدیثِ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فیضان تاحیات جاری رکھا۔

حضرت علامہ عبدالمصطفٰی الازہری رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف یہ کہ بلند پایہ عالمِ دین تھے بلکہ آپ نے ایک سیاسی رہنما کی حیثیت سے بھی ملک وقوم کی خدمت سرانجام دی۔ آپ جمعیت علمائے پاکستان صوبۂ سندھ کے صدر رہے۔ ۱۹۷۰ء میں کراچی سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تو آپ نے قومی اسمبلی کی صحیح نمائندگی کا حق ادا کر دیا۔ آئین کی تدوین کے وقت جب آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کرنے کا مرحلہ آیا تو حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہٗ کی تحریک کے جواب میں ایک رکن اسمبلی نے کہا کہ تمام مکاتبِ فکر کسی ایک تعریف پر متفق نہیں ہیں تو حضرت علامہ ازہری علیہ الرحمۃ نے ایک متفقہ تعریف مرتب کی جو تمام مکاتبِ فکر کے ارکینِ اسمبلی کے دستخطوں سے اسمبلی میں پیش کی گئی۔

جب قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مرحلہ آیا تو آپ نے ثابت کیا کہ قادیانی مرتد و کافر ہیں ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہ کی گرفتاری کے بعد آپ نے جمعیت علمائے پاکستان کے قائم مقام صدر کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے۔ آپ جماعت اہلسنت کے مرکزی صدر، وفاقی مجلس شوریٰ کے رکن اور متعدد دینی سماجی اور علمی تنظیموں کے سرپرست بھی رہے ۱۹۸۵ء میں دوبارہ رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔

جب اسمبلی میں گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا کے تعین کا موقع آیا تو آپ نے قرآن و حدیث سے ثابت کیا کہ گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا موت ہے۔ آپ نے قرآن مجید کے پانچ پاروں کی تفسیر بھی فرمائی ہے جو کہ "تفسیر ازہری" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ نیز ایک کتاب "تاریخ الانبیاء" بھی تصنیف فرمائی ہے۔

فروری ۱۹۸۹ء کے اوائل میں آپ معمول کے مطابق دارالعلوم امجدیہ میں درسِ حدیث فرما رہے تھے کہ آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ مگر اللہ اکبر! آپ کی علم دوستی (بقولِ اکرام المصطفےٰ، متعلم دارالعلوم امجدیہ) آپ نے فرمایا "کوئی بات نہیں۔ آج کا سبق پورا پڑھا لوں پھر علاج کے لیئے جاؤں گا۔ بعدہٗ آپ کو جناح ہسپتال کراچی میں داخل کر دیا گیا مگر کچھ زیادہ فائدہ نہ ہوا تو آپ کو علاج کیلئے ۲۴ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ کو کراچی سے سانگھڑ لے گئے مگر کون تھا کہ محبّ کے بلانے پر محبوب کو جانے سے روکتا؟ ۱۶ ربیع الاوّل ۱۴۱۰ھ / ۱۸ اکتوبر ۸۹ء بروز بدھ تقریباً ۴ اور ۵ بجے کے درمیان اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا جسدِ مبارک ۱۸ اور ۱۹ اکتوبر کی درمیانی شب کراچی پہنچا تو ایک کہرام مچ گیا تقریباً ساری رات عقیدت مند آپ کی رہائش گاہ پر آخری زیارت کرنے آتے رہے۔ تقریباً ساڑھے ۸ بجے صبح ۱۹ اکتوبر جمعرات کو آپ کا جسدِ مبارک دارالعلوم امجدیہ لایا گیا جہاں حضرت قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادۂ عالی وقار حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی القادری الرضوی کی امامت میں ہزاروں کی تعداد میں معززینِ شہر اور عوام نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا شرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ختم قادریہ کبیر

(۱) درود غوثیہ شریف اللّٰھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد معدن الجود والکرم وآلہ وبارک وسلم ۱۱۱ بار (۲) سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۱۱ بار (۳) الم نشرح لک صدرک ۝ ووضعنا عنک وزرک ۝ الذی انقض ظہرک ۝ ورفعنا لک ذکرک ۝ فان مع العسر یسرا ۝ ان مع العسر یسرا ۝ فاذا فرغت فانصب ۝ والی ربک فارغب ۝ ۱۱۱ بار

(۴) سورۃ اخلاص ۱۱۱ بار (۵) یا باقی انت الباقی ۱۱۱ بار ۔ یا شافی انت الشافی ۱۱۱ بار ۔ یا کافی انت الکافی ۱۱۱ بار

(۶) یا رسول اللہ انظر حالنا ۔ یا حبیب اللہ اسمع قالنا ۱۱۱
اننی فی بحر ھم مغرق ۔ خذ یدی سہل لنا اشکالنا بار

(۷) یا حبیب الٰہ خذ بیدی ۔ ما لعجزی سواک مستندی ۱۱۱ بار

(۸) فسہل یا الٰہی کل صعب ۔ بحرمت سید الابرار سہل ۱۱۱ بار

(۹) یا صدیق یا عمر یا عثمان یا حیدر ۔ دفع شر کن خیر آور یا شبیر یا شبر ۱۱۱ بار

(۱۰) یا حضرت سلطان شیخ سید شاہ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ المدد ۱۱۱ بار

(۱۱) ما ہمہ محتاج تو حاجت روا ۔ المدد یا غوث اعظم سیدا ۱۱۱ بار

(۱۲) مشکلات بے عدد داریم ما ۔ المدد یا غوث اعظم پیر ما ۱۱۱ بار

(۱۳) یا حضرت شیخ محی الدین مشکل کشا بالخیر ۔

(۱۴) امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن ۔ در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر ۱۱۱ بار

(۱۵) یا حضرت غوث اغثنا باذن اللہ تعالیٰ

(۱۶) خذ یدی یا شاہ جیلاں خذ یدی ۔ شیئاً للہ انت نور احمدی ۱۱۱ بار

(۱۷) طفیل حضرت دستگیر دشمن ہوئے زیر ۔ ۱۱۱ بار

(۱۸) سورۃ یٰس شریف ۔ ایک بار

(۱۹) قصیدہ غوثیہ شریف ایک بار

(۲۰) درود غوثیہ ۱۱۱ بار

اس کے بعد سب پڑھے ہوئے کا ثواب اور کچھ شیرینی وغیرہ ہو تو اس کا بھی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عالی میں ثواب کا تحفہ پیش کرے ۔ اور پھر اپنے مقصد کے لیے حضور قلب سے دعا مانگے ۔